۳۸۔قال رسول اللہ ﷺ: اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَی اللہِ اَدْوَمُہٗ وَاِنْ قَلَّ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ کم ہو۔

۱۔ یہاں قلیل عمل سے مراد نفلی اعمال ہیں، یعنی بندہ اگر کوئی نفلی عمل کرنا چاہتا ہے تو وہ عمل اِختیار کرے جسے ہمیشہ نبھا سکے، اگرچہ یہ نفلی عمل تھوڑا ہو۔

جہاں تک فرائض وواجبات کی بات ہے تو اس میں بندے کو اختیار (Choice) نہیں وہ جو مُقرّر ہیں مکمّل ہمیشہ ادا کرنے ہیں۔

۲۔ فرائض ووا‌‌جبات تو رب تعالیٰ کی طرف سے مُقرّر ہیں ان میں زیادتی یا کمی ہو سکتی ہی نہیں! نوافل میں بندے کو اختیار دیا گیا ہے، چاہیے کہ بندہ اتنے نفل اختیار کرے جو نبھا سکے، نہ ایک دَم زیادہ نہ بالکل کم اسی کا نام قصد (میانہ روی) ہے اور یہاں عمل سے مراد نفلی عمل ہیں درمیانی چال دین ودنیا میں مفید ہے۔

۳۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوئی عمل کرتی تو اس پر مداومت اختیار فرمایا کرتی تھیں۔

۴۔ نیکی کا کوئی بھی عمل ہو خواہ تھوڑے ثواب والا ہی ہو لیکن اسے ہمیشہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس عمل سے بھی زیادہ پیارا لگتا ہے جو بڑے ثواب والا ہے لیکن اس پر ہمیشگی نہیں۔

۵۔ حکمت یہ ہے کہ ہمیشگی کرنے والا ہر وقت فرمانبرداری کے دروازے پر جاتا ہے اور خدمت کو لازم پکڑتا ہے تاکہ زیادہ چکر کاٹنے کی بدولت اسے نیکی کا ثواب حاصل ہو سکے۔ چنانچہ یہ اس انسان کی طرح نہیں ہے جو خدمت کو لازم پکڑ کر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ حکمت بھی ہے کہ جو شخص عمل ترک کر دیتا ہے وہ ایسے ہے جیسے محبت کے بعد منہ پھیر لیا۔ چنانچہ ایسا انسان مذمت اور بے وفائی کے درپے ہوتا ہے۔

۶۔ اس مقام پر عمل سے مراد نماز، روزہ اور دیگر عبادات ہیں۔

۷۔ وہ نفلی عمل جو اگرچہ کم ہو لیکن ہمیشہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جبکہ وہ عمل جس کو بندہ نِبھانہ سکے اس کو چھوڑنے سے برَکت جاتی رہتی ہے۔

۸۔ انسان کو اپنے اوپر ایسے اعمال لازم نہیں کتنے چاہیے جن پر ہیشگی اختیار نہیں کرسکتے ہوں، کیونکہ اس وقت یہ اعمال کرنے سے عاجز آکر عمل کرنا چھوڑ دے گا جس سے ان کی برکت جاتی رہے گی، لہذا نفلی اعمال میں سے وہی عمل اختیار کرنا چاہیے جس پر ہیشگی اختیار کرسکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ عمل پر ہیشگی کو پسند فرماتا ہے۔

۹۔ نفلی عمل جب اتنا ہوتا ہے جسے بندہ نِبھا سکے تو نفُس اس کا عادی ہو جاتا ہے، اور جب بندہ ہمیشہ یہ عمل کرتا رہتا ہے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رَحمت کی طرف مُتوجّہ رہتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ فرض وواجبات کے بعد نفل، مستحب کی باری آتی ہے۔ یہ ابھی انسان کے اختیار میں ہے کہ نفلی اعمال کتنے کریں۔ انسان کی درجات سب سے زیادہ فرض وواجبات میں بڑھتے ہیں۔ جتنی زیادہ یکسوئی، خشوع و خضوع اور

تواضع ہوگی اتنی ہی قبولیت کا زیادہ امکان ہے۔ پھر اس کے بعد نوافل کی باری آتی ہے۔ نوافل کے ذریعے بندہ بڑی تیزی کے ساتھ اوپر پرواز کرتا ہے۔ لیکن سب سے اہم بات قبولیت، مقبولیت اور مغفرت تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین